دل کی بات

۷ ستمبر۔ یومِ تحفظ ختمِ نبوت اور یومِ تجدیدِ عہد

پاکستان کی سیاسی اور پارلیمانی تاریخ میں ۷ ستمبر ایک عہد ساز دن ہے۔ ہم اسے یومِ تحفظ ختمِ نبوت اور یومِ تجدیدِ عہد قرار دیتے ہیں۔ اس روز عقیدۂ ختمِ نبوت اور ناموسِ رسالت کے تحفظ کی طویل ترین جدوجہد فتحِ مبین سے ہمکنار ہوئی۔

عقیدۂ ختمِ نبوت، مسلمانوں کے ایمان کی اساس اور روح ہے۔ اگر اس پر حرف آجائے تو اسلام کی ساری عمارت دھڑام سے نیچے آگرے گی۔ حضور نبی آخرالزمان ﷺ کے منصب ختمِ نبوت نے ہی ہمیں عقیدۂ توحید کی نعمت سے سرفراز کیا اور مقامِ توحید کی معرفت، حقیقت اور شعور عطاء کیا۔

خلفاء راشدین کے عہد میں بعض جھوٹے مدعیانِ نبوت نے سر اٹھایا اور کفر و ارتداد پھیلانے کی مذموم کوشش کی مگر نبی ختمی مرتبت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی تربیت یافتہ جماعت صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان فتنوں کے خلاف جہاد کر کے انہیں کچل کر رکھ دیا۔

ماضی کے مختلف ادوار میں کئی بدبخت افراد نے دعویٰ نبوت کر کے مسلمانوں میں انتشار و افتراق پیدا کرنے اور انہیں گمراہ کرنے کی سعیٔ مذموم کی۔ مگر ہر دور میں اہلِ ایمان اور حق کے طرف داروں نے ان کے خلاف بھرپور مزاحمت کی، منصب ختمِ نبوت کی حفاظت کی اور مسلمانوں کو گمراہی اور ارتداد سے بچایا۔

برصغیر میں فرنگی اقتدار کے خلاف ہندوستان کی تمام اقوام متحد ہوئیں اور سامراج کی غاصب و ظالم حکومت کے خلاف ہر محاذ پر زبردست جدوجہد کی۔ خاص طور پر مسلمانوں کی جدوجہد تاریخی اور مثالی تھی۔ مسلمانوں نے انگریز کے خلاف بغاوت کو جہاد قرار دیا اور اسے توشۂ آخرت سمجھ کر اس محاذ پر سرگرم رہے۔ انگریز........ دانا اور عیار دشمن تھا۔ یہ بات ہمیشہ اس کے پیش نظر رہی کہ ہم نے اقتدار مسلمانوں سے چھینا تھا۔ اور مسلمان ہی ہمارے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ علماء حق نے نہ صرف انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا بلکہ اس جہاد کی قیادت بھی کی۔

انگریز نے اسی جذبۂ جہاد کو مسلمانوں کے دل و دماغ سے نکالنے کے لیے جعلی اور جھوٹا نبی پیدا کیا۔ ''قادیان'' کے ایک لالچی اور بدکردار شخص ''مرزا غلام احمد'' کو دعویٰ نبوت کے لیے آمادہ و طیار کیا اور آخر کر اس بدبخت نے نبوت کا دعوی کردیا۔ مرزا غلام احمد نے پہلا کام یہ کیا کہ انگریز کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیا اور انگریز کی اطاعت و فرمانبرداری کو ہی اصل ایمان قرار دیا۔

یہ منحوس لمحہ مسلمانوں کے لیے بہت بڑی آزمائش تھا۔ تب علماء حق نے مسلمانوں کا حوصلہ بڑھایا

اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے میدان عمل میں آئے۔ فتنۂ قادیانیت کو انگریز کی مکمل سرپرستی حاصل تھی اور آج بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فتنے کو کچلنے کے لیے مسلمانوں کے نوے سال صرف ہوئے۔

۱۹۲۹ء سے پہلے فتنۂ قادیانیت کے خلاف جتنی جدوجہد ہوئی وہ انفرادی نوعیت کی تھی۔ ۱۹۲۹ء میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی اور اس کے اغراض و مقاصد میں فتنۂ قادیانیت کا تعاقب و احتساب کلیدی حیثیت کا حامل تھا۔ چنانچہ مجلس احرار اسلام نے قادیانیت کے محاسبے کا مناظرانہ تعاقب ختم کرکے عوامی اور سیاسی احتساب شروع کیا۔ ۱۹۳۰ء کی "کشمیر کمیٹی" قادیانیوں کی کمین گاہ تھی۔ مجلس احرار نے اس کشمیر کمیٹی کا بائیکاٹ کیا اور علامہ محمد اقبال (جو قادیانی لابی کے فریب میں آکر اس کمیٹی کے سیکرٹری بن گئے تھے۔) سے ملاقاتیں کرکے قادیانی عقائد و نظریات اور امت مسلمہ کے خلاف ان کی سازشوں سے باخبر کیا۔ علامہ مرحوم نے نہ صرف اس کمیٹی سے استعفیٰ دیا بلکہ قادیانیوں کے خلاف انگریزی میں چار مقالے تحریر کیے۔ اقبال نے قادیانیوں کو "اسلام اور وطن کا غدار" قرار دیا۔ پھر ۱۹۳۴ء میں مجلس احرار نے اس جدوجہد کو وسیع تر کرتے ہوئے۔ شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت "قائم کیا۔ اسی شعبہ کے تحت "قادیان" میں اپنا دفتر قائم کیا۔ قادیان...... مرزائیوں کا مرکز اور بظاہر خود مختار ریاست تھی۔ احرار رہنماؤں اور کارکنوں نے مرزائیوں کے ریاستی جبر و تشدد اور اقتدار کی نخوت کو خاک میں ملا دیا۔ مقامی مسلمانوں کو معاشی و سیاسی اور دینی تحفظ فراہم کیا۔ قادیان میں "احرار تبلیغ کانفرنس" منعقد کی اور ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو مرزائیت کے خلاف ہم زبان اور ہم قدم کرکے۔ ارتداد کی تبلیغ کا راستہ پوری قوت سے روک دیا۔

قیام پاکستان، مرزائیوں کے لیے سب سے بڑا سانحہ تھا۔ تقسیم ملک کے وقت باؤنڈری کمیشن میں مسلم لیگ کے قادیانی نمائندہ سر ظفر اللہ آنجہانی نے بھرپور وار کیا اور پٹھانکوٹ، فیروز پور، گورداسپور قادیان اور کشمیر کو پاکستان میں شامل نہ ہونے دیا۔ ان کے نزدیک قادیان کا پاکستان میں شامل ہونا مرزائیت کی موت تھی۔

قیام پاکستان کے بعد گورنر پنجاب فرانس موڈی نے چنیوٹ سے متصل دریائے چناب کے کنارے ایک پوری بستی اپنے اس چہیتے اور پالتو بچے کے نام نوے سالہ لیز پر الاٹ کردی۔ جو آج "ربوہ" کے نام سے معروف ہے۔ یہ جگہ قادیان کی متبادل تھی۔ مرزا بشیر الدین (قادیانی خلیفہ) نے پاکستان کے اقتدار پر قبضہ کا پروگرام بنایا اور بلوچستان کو "احمدی سٹیٹ" بنانے کی منظم منصوبہ بندی مکمل کرلی۔ سر ظفر اللہ (قادیانی) وزیر خارجہ تھا۔ اس نے نہ صرف داخلی محاذ پر قادیانیوں سے مکمل تعاون کیا بلکہ خارجی محاذ پر بھی مکمل سیاسی تحفظات فراہم کیے۔ یہ ۱۹۵۲ء کی بات ہے تب مجلس احرار اسلام نے گہرے غور و خوض کے بعد تحریک تحفظ

ختم نبوت کا آغاز کیا۔ پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے علماء کو دعوت دی اور انہیں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی عظیم الشان اساس پر متحد و منظم کر دیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی قیادت و سیادت میں زور دار تحریک چلی مگر خواجہ ناظم الدین کی لیگی حکومت نے گولی کے زور پر تحریک کو کچلنے کی کوشش کی۔ جنرل اعظم خان نے مارشل لاء کے سائے میں ہزاروں فدائین ختم نبوت کے سینے گولیوں سے چھلنی کرائے۔ بظاہر تحریک دم توڑ گئی مگر..... مسلمانوں کے دلوں میں ہمیشہ کے لئے ایک جوش، ولولہ اور جذبہ بیدار کر گئی۔

مئی ۱۹۷۴ء میں مرزائیوں نے پھر سر اٹھایا۔ ربوہ ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے مسافر طلباء پر حملہ کرکے انہیں زدو کوب کیا۔ یہ حادثہ شعلۂ جوالہ بن گیا۔ اور پورا ملک تحریک تحفظ ختم نبوت کا میدان بن گیا۔ تحریک اتنی شدید اور طاقتور تھی کہ اس وقت کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اس مسئلہ کو قومی اسمبلی میں حل کرنے کا فیصلہ کیا۔

اسمبلی سے باہر کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی قیادت میں سرگرم عمل تھی۔ قائد احرار جانشین امیر شریعت مولانا سید ابو ذر بخاری رحمہ اللہ نے تحریک کے دیگر مرکزی رہنماؤں کے قدم بہ قدم شب و روز ایک کرکے تحریک کو بام عروج پر پہنچایا۔ ادھر اسمبلی کے اندر مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانی اور ان کے رفقاء نے آئینی جنگ کرکے تحریک کا مقدمہ جیت لیا۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی کے تاریخی فیصلے کا اعلان کرتے ہوئے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

آج اس فیصلہ کو ۲۳ برس بیت گئے ہیں مگر مرزائیوں نے اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا۔ وہ آئے روز مسلمانوں کے خلاف اپنی سازشوں کا جال پھینکتے رہتے ہیں۔ علماء کے خلاف نفرت پیدا کرنا۔ فرقہ وارانہ کشیدگی کو ہوا دینا اور سیاسی طور پر پاکستان کو بدنام اور کمزور کرنا مرزائیوں کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ حالانکہ ۱۹۸۴ء میں جنرل محمد ضیاء الحق شہید نے قانون امتناع قادیانیت جاری کرکے مرزائیوں کو شعائر اسلامی اور اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے روک دیا یہود نصاریٰ کی مکمل سرپرستی و تعاون کی وجہ سے اس قانون کا مؤثر نفاذ تو نہ ہوسکا لیکن بہت حد تک مرزائیوں کے اثر و نفوذ کا راستہ روک دیا گیا۔

بعض نام نہاد دانشوروں کی زبان پر آج یہ سوال عام ہے کہ مرزائیت کا مسئلہ حل ہوچکا ہے۔ اب ان کے خلاف کام کرنا "مولویوں کا پیٹ کا دھندہ" ہے۔ یہ سوال اور پروپیگنڈہ ان دانشوروں کی جہالت کا غماز ہے۔ مرزائی آج بھی ارتداد کی تبلیغ اور ملک کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ تل ابیب، لندن اور ربوہ ان سازشوں کے مراکز ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے خلاف مرزائی لٹریچر مسلسل شائع ہورہا ہے اور حکومت خاموش تماشائی ہے۔

توہین رسالت آرڈی نینس کی مخالفت، شناختی کارڈ پر مذہب کے اندراج کی مخالفت میں مرزائی پیش پیش رہے ہیں اور آج فرقہ وارانہ دہشت گردی کے پس منظر میں بھی قادیانی سازشیں ہی کارفرما ہیں۔

ان حقائق کی روشنی میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ۷ ستمبر مسلمانوں کے لیے تجدید عہد کا دن ہے۔ مرزائیوں کے خلاف آخری اور زور دار تحریک کی ضرورت ہے۔ یہ مسلمانوں کے دل کی آواز ہے حکومت پاکستان مرزائیوں کی ملک و دین دشمن سرگرمیوں کی بنیاد پر قادیانی جماعت پر پابندی عائد کرے اور اسے خلاف قانون قرار دے۔

گولڈن جوبلی

وزیراعظم محمد نواز شریف احتساب کا نعرہ لگا کر دوسری بار ایوانِ اقتدار میں پہنچے ہیں۔ وہ اپنے اقتدار کی ششماہی گزار چکے ہیں۔ اور ۱۴ اگست کو پاکستان کی گولڈن جوبلی بھی موسیقی کی دھنوں اور ناچ، گانوں کے ماحول میں منا چکے ہیں۔ انہوں نے اپنی آخری انتخابی تقریر میں ٹیلی ویژن پر قوم سے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ ان شاء اللہ ہم ملک میں خلافتِ راشدہ کا نظام قائم کریں گے"۔ انہوں نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ پاکستان کو ایشیئن ٹائیگر بنادیں گے۔

چھے ماہ گزرنے کے باوجود نہ احتساب ہوا۔ نہ خلافت راشدہ قائم ہوئی اور نہ پاکستان ایشیئن ٹائیگر بن سکا۔ احتساب کمیشن کو ملزمان کی بدعنوانیوں کے ثبوت نہیں مل رہے۔ سودی نظام کی موجودگی میں خلافت راشدہ کا قیام کیسے ممکن ہے؟ اور مزید غیر ملکی سودی قرضے لیکر پاکستان ایشیئن ٹائیگر کیسے بنے گا؟ اقتصادی و معاشی صورت حال زوال پزیر ہے۔ میڈیا سے عریانی و فحاشی پھیلائی جارہی ہے۔ مہنگائی عروج پر ہے۔ دہشت گرد حکومت سے زیادہ مضبوط ہیں۔ "انصاف آپ کے دروازے پر" کے دعویٰ کی یہ صورت حال ہے کہ خصوصی عدالتوں میں لگائے جانے والے گیارہ ججوں میں سے دو قتل کے مقدمات میں ملوث ہیں۔ باقی نو کے بارے میں وزیراعظم ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ ہم بغیر ثبوت کے کچھ لکھ کر توہین عدالت کے مرتکب نہیں ہونا چاہتے۔

ملک کی مجموعی صورت حال پر محب وطن کے لیے کرب و اضطراب اور پریشانی کا سبب ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں، اس ملک میں کس کا قانون، کس کی حکومت ہے؟ کون وارث ہے؟ نواز شریف اور بے نظیر دو دو مرتبہ اقتدار کا جھولا جھول چکے ہیں۔ آئندہ کون آئے گا؟ ان سوالات کا جواب بھاری مینڈیٹ والے، بھاری بھرکم دماغ والے وزیراعظم کے ذمہ ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ #

◎